لیاقت
ریسرچ اسکالر، پی ایچ ڈی، اُردو شعبہ اُردو، ہزارہ یونی ورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر سعدیہ خلیل
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ءاردو جناح ویمن کالج پشاور یونی ورسٹی
ڈاکٹر حشمت خان
اسسٹنٹ پروفیسر آف اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج بٹ خیلہ (ملاکنڈ)

شاہدہ لطیف کا سفر نامہ "اُف یہ برطانیہ" تانیثیت کے تناظر میں

Liaqat
PhD Urdu research scholar, Department of Urdu, Hazara University Mansehra.
Dr.Sadia Khalil
Assistant Professor, Department of Urdu, Jinnah College for Women, University of Peshawar.
Dr.Hashmat Khan
Assistant Professor, Govt Degree College Batkhela (Malakand)

Shahida Latif's Travelogue "Oh Yeh Bartania" in the Perspective of Feminism

Shahida Latif is the life partner of Abdul Hafiz, a highly esteemed senior lawyer at the Supreme Court. In their loving family, they are blessed with one daughter and four sons. These days, she resides in Islamabad. She possesses exceptional expertise in Urdu Literature. She excels as a poet, accomplished writer, seasoned journalist, patriot historian, highly skilled travelogue writer, and proficient translator. She held the esteemed position of Chief Editor at Mahnama Overseas International in Islamabad. Shahida Latif has described this Mahnama as a usurper of Pakistan, characterized by its literary and cinematic nature. For 22 years, she dedicated herself to the field of journalism, and in recognition of her outstanding contributions to the profession, she was bestowed with the highest honor. Additionally, she received awards on both national and international levels, and her remarkable

achievements led Jamiludin Aali to bestow upon her the title of a national poet.

Key Words: *Shahida Latif's, travelogue, "Oh Yeh Bartania", Feminism, Islamabad, Mahnama, 22 years, Jamiludin Aali.*

ہر روز سیاحت نگار مشرق سے مغرب کی طرف رخت سفر باندھتے چلے آرہے ہیں، مگر ان میں بہت ہی کم خوش نصیب ایسے ہیں، جنھیں سفری روداد کو ادبی اُسلوب میں گوندھ کر صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کا اعزاز حاصل ہو پاتا ہے۔ نثر میں سیاحت نگار سیر وسیاحت سے متعلق سفری خیالات و محسوسات کو آزادانہ طور پر قارئین تک پہنچا سکتے ہیں۔ اسی لیے سفر نامہ کو بیانیہ نثر کہا جاتا ہے۔ شاعری کے مقابلے نثر میں خارجی حالات و واقعات کے بیان میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کہ تاریخی، تہذیبی و ثقافتی اور سفری مشاہدات و تاثرات کو شعری قلب میں ڈھالنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ چوں کہ شاعری میں بحر، وزن، قافیہ، ردیف، استعارات اور تراکیب کا خیال رکھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُردو میں زیادہ سفر نامے نثر ہی میں لکھے گئے ہیں۔ مگر اس سے یہ ہر گز مراد نہیں کہ سفر نامہ صرف نثر میں لکھا جا سکتا ہے۔ ادیب سیاحت نگاروں کے ساتھ شعرا کے منظوم سفر نامے بھی اس صنف کی مقبولیت کا سبب بنے ہیں۔ منظوم سفر نامہ میں اگر چہ نثر جیسی وسعت اور وضاحت تو نہیں پائی جاتی البتہ اس نوع کا سفر نامہ قاری کے لیے زیادہ دل چسپی کا باعث بنتا ہے۔ اُردو ادب میں منظوم سفر نامہ کے آغاز بارے ڈاکٹر نواز کاوش لکھتے ہیں۔

> "اُردو زبان کے پہلے منظوم سفر نامہ نگار قاضی محمد عارف ہیں۔ انھوں نے ۱۸۸۱ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ ان کے حج کا یہ سفر چار سالوں پر محیط ہے۔ کئی ملکوں سے گزرے ۱۸۸۴ء کو واپس آئے۔ اس طویل سفر کے دوران جو کچھ دیکھا جس جذب و مستی، کیف و سرشاری سے گزرے اُسے منظوم اظہار کیا۔"(۱)

مرد سیاحت نگاروں کے منظوم سفر ناموں کے بعد اگر خواتین شعرا کے سیاحتی منظوم سفر ناموں کا جائزہ لیا جائے تو منظوم سفر نامہ میں اولیت کا سہرا جدید لب ولہجہ کی منفرد شاعرہ شاہدہ لطیف کے سر جاتا ہے۔ وہ شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ اُردو ادب میں متنوع پہلوؤں سے بھی جانی پہچانی جاتی ہیں۔ وہ بیک وقت صحافی، ناول نگار، محقق، نقاد، محب وطن مورخ، نعت نگار اور منظوم سفر نامہ نگار ہیں۔ مختلف موضوعات پر اب تک اُن کی ۱۷ تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں تین منظوم سفر نامے بھی شامل ہیں۔ ان کا پہلا منظوم سفر نامہ 'برف کی شہزادی' ۲۰۰۴ء

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

میں شائع ہوا، جو نہ صرف اُن کا بلکہ تانیثی ادب کا پہلا منظوم سفر نامہ ہے۔ دوسرا سفر نامہ 'اُف یہ برطانیہ' ۲۰۰۹ء جب کہ تیسرا حج کا منظوم سفر نامہ 'بیت اللہ پر دستک' ہے جس کی اشاعت ۲۰۱۲ء میں ہوئی۔ یہ تینوں منظوم سفر نامے الحمد پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوئے۔

گذشتہ نصف صدی کے نسائی شعری ادب میں منظوم سفر نامہ کا جائزہ لیا جائے تو اس میدان میں یہ صنف تہی دست نظر آتی ہے۔ تاہم تانیثی منظوم سفر نامہ کی تحقیق و جستجو کی ابتدائی کڑیاں شاہدہ لطیف سے جا ملتی ہیں۔ جو اس میدان کی پہلی شہسوار معلوم ہوتی ہیں۔ سفر نامہ 'اُف یہ برطانیہ' کے فلیپ پر عرض حال میں لکھتی ہیں۔

> "ہمارے پہلے منظوم سفر نامہ کی بابت بہت سے نام ور ادبا اور شعرا نے فرمایا کہ یہ برصغیر کا پہلا منظوم سفر نامہ ہے اور پاکستان کی حد تک یقیناً پہلا منظوم سفر نامہ ہے۔"(۲)

شاہدہ لطیف نے نثر اور شاعری دونوں اصنافِ ادب میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے جس کی وجہ سے اُنھیں خوب مقبولیت ملی۔ بنیادی طور پر شاہدہ لطیف کے تخلیقی سفر کا توانا حوالہ شاعری ہے۔ چوں کہ شاعری نثر کی نسبت زیادہ ہر دل عزیزی رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے منظوم سفر ناموں کو اُردو ادب میں خوب پذیرائی ملی۔ اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا صدقِ دل سے شکر بجالاتی ہیں۔ شاعر علی شاعر سے طویل انٹرویو کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

> "شعری ادب میں لوگوں نے بہت اچھا، بہت متنوع کام کیا جو بے شک قابل قدر ہیں۔ لیکن اب تک کسی خاتون کا منظوم سفر نامہ نظر سے نہیں گزرا، اللہ تعالیٰ نے خواتین میں شاید اس کام کے لائق مجھ ناچیز کا انتخاب کیا اور مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ میں نے پیرس، لندن اور سفر حجاز کے منظوم سفر نامے لکھے۔"(۳)

شاہدہ لطیف کا دوسرا منظوم سفر نامہ "اُف یہ برطانیہ" ہے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ یہ ان کے سفر لندن کی سیاحت کی منظوم روداد ہے۔ سیاحت کے دوران جو کچھ نظروں سے ٹکرایا نہ صرف اُنھیں شعری اسلوب میں سمو کر بیان کیا بل کہ اپنی بصارت کے ساتھ بصیرت سے وہ کچھ بھی بیان کیا جسے عام سیاحت نگار کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ مشہور کالم نگار عزیز منشی قاضی، شاہدہ لطیف کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "شاہدہ لطیف کا شمار ہماری ادبی دنیا میں بہت نمایاں ہے۔ وہ ذاتی تشہیری حربوں کی قائل نہیں ہے۔ وہ اپنا شمار ہمیشہ مشاہیر کی صفوں میں ہی پیدا کرنے کی متمنی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہیں۔ شاہدہ لطیف نے بڑے ہی لطیف انداز میں منظوم سفر نامہ " اُف یہ برطانیہ" لکھ کر مشرق و مغرب کے دانا اور بینا دانش وروں کو ورطہ حیرت میں ڈبو دیا ہے"۔ (۴)

یورپ خصوصاً برطانیہ کی سیر و سیاحت دنیا کے ہر سیاحت نگار کا خواب رہا ہے۔ اُن میں ایک شاہدہ لطیف بھی ہے برطانیہ کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ہی ان کی ہر دل عزیز یادیں ان کے دل میں مچل اُٹھتی ہیں۔ لندن کے تاریخی مقامات، تہذیب و تمدن اور پُر فضا طلسماتی مناظر اُن کی نظروں کے سامنے منڈلانے لگتے ہیں۔ دراصل سفر ہی اُن کے نزدیک مقاصد کے حصول کا واحد ذریعہ ہے اسی بنا پر وہ سفر کو وسیلہ ظفر قرار دیتی ہیں۔ اُن کی فہم و فراست اس حقیقت پر یقین رکھتی ہے کہ اسفار انسانی زندگی کی تاب ناکیوں اور کامیابیوں کی معتبر دلیل ہے جن سے ہم مختلف خطوں کی تہذیب و تمدن اور تاریخ، مذہب کا حال معلوم کر کے ان کے مستقبل کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔ سیاحت نگار رختِ سفر باندھتے وقت خوشی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتی ہیں۔

یہ سیاحت میرے مولا فقط تیری ہی رحمت ہے
وگرنہ اس بھری دنیا میں کیا میری حقیقت ہے
دکھائے تو نے کتنے ہی ممالک کے حسین جلوے
کہاں مجھ میں یہ طاقت ہے کہاں یہ استطاعت ہے (۵)

تخلیق و تحریر دراصل کسی بھی شخص کی پہچان ہوتی ہے موصوفہ نے جب سفر کا آغاز کیا تو ہوائی جہاز وطنِ عزیز کی سرحدوں اور فضاؤں سے نکل کر بے کراں سمندروں سے ہوتا ہوا لندن کی دل موہ لینے والی طلسم خیز فضاؤں سے ٹکرایا تو ان دل فریب، دل آویز مناظر کی مرقع نگاری شاعرہ نے اس طرح کی ہے۔

فضاؤں میں سرشار رنگِ طبیعت نہ اب کوئی سود و زیاں دیکھتے ہیں
کہاں شاہدہ فاصلے رہ گئے اب! کہ گاؤں میں سمٹا جہاں دیکھتے ہیں (۶)

شاہدہ لطیف نے اس منظوم سفر نامہ میں ایک نیا فنی و ہیئتی تجربہ بھی کیا ہے۔ جہاں پابند نظمیں ملتی ہیں تو ساتھ میں نثری، آزاد، اور نظم معریٰ کی مثالیں بھی ملتی ہیں اس کے علاوہ مثنوی کی ہیت کا خوب صورت انداز بھی ملتا ہے۔ اس سفر نامے میں چھوٹی اور بڑی ہر دو طرح کی بحروں کا تجربہ بھی ملتا ہے۔ جیسے ان کی نظمیں زندگی سفر میں ہے، برٹش ائیر ویز، سفر میں رنجیدہ لڑکی، پوری قوم متحرک، جیسی چند دیگر نظمیں اس بات کی غماز ہیں۔ اس سے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ثابت ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اس سفر نامہ کو نہ صرف فکری حوالے ہفت پیکر بنایا ہے بلکہ فنی اعتبار سے بھی اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں۔

کتنے برسوں سے ہے ہمارا آنا جانا انگلستان میں
رشک ہے ان کی خوش حالی پر جن کے دیس میں بھوک نہیں (۷)

خواتین کی سوچ جو انھیں مرد سیاحوں سے منفرد بناتی ہے، جو اُن کے سفر ناموں میں کہیں نہ کہیں محسوس ہوتی ہے۔ در حقیقت مرد کی نسبت عورت زیادہ باریک بین ہوتی ہے وہ اُن مخفی رازوں تک پہنچ جاتی ہے جہاں پر مرد سیاحت نگاروں کی رسائی مشکل ہوتی ہے۔ اُن کی فکر کا زاویہ بھی الگ ہوتا ہے۔ گھروں کی سجاوٹ، منقش برتن، باورچی خانہ اور عجائب گھر زیادہ توجہ کا باعث بنتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ شاہدہ لطیف جو کہ شاعرہ ہونے کے ساتھ ساتھ محقق بھی ہیں لندن میں دوران سیاحت بر صغیر پاک وہند کے تاریخی پس منظر کو پیش نظر رکھتی ہیں۔ جہاں کے عجائب گھروں کو دیکھ کر فکر و تدبر میں کھو جاتی ہیں۔ مادام تساؤ کے قومی عجائب گھر اور ٹین ڈولنگ کی تاریخی حیثیت سے اپنے قارئین کو یوں آگاہ بھی کرتی ہیں۔

عبرتیں اور بھی ہیں دیدۂ بینا کے لیے
جن میں اسباق ہی اسباق ہیں دنیا کے لیے (۸)

برطانوی قوم کی شبانہ روز سماجی زندگی سے شاہدہ لطیف خاطر خواہ متاثر ہوئیں۔ جہاں اُس سماج کی کج رویاں ہیں تو دوسری طرف اُن کے عمدہ اوصاف بھی دنیا والوں کے لیے بطور نمونہ ہیں۔ پوری قوم خصوصاً لندن میں مرد، عورتیں، بوڑھے اور جوان صبح سویرے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں جہاں پر ہر کوئی محنت اور تگ ودو کرتا دکھائی دیتا ہے۔ جنھیں سیاحت نگار نے اس طرح پیش کیا ہے۔

زندگی کرنے کی خاطر صبح دم سارے رواں
مرد زن، پیر و جواں کارواں سارے رواں
دم قدم ہیں شادماں کارِ جہاں کو سب رواں
شاید یہی اک راز ہے اُن کی ترقی میں پنہاں
اے کاش سب یہ دیکھتی اپنے وطن میں بھی یہی (۹)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

لندن میں قیام کے دوران سیاحت نگار کو مختلف مزاج کے لوگوں کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ رنگ برنگ نسلوں کے لوگ تھے۔ مگر ہر کوئی ایسے لگ رہا تھا کہ گویا یہ ایک ہی خطے میں مدتوں سے رہ رہے ہیں۔ اُن کے اخلاقی اقدار، مہمان نوازی، دلنوازی اور حسنِ نظر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

ہیں تمام برطانوی خوش طبائع، خوش رخسار
خوش مزاج و خوش اخلاق اور سارے خوش اطوار
دیکھ کر ہمیں تو سب مسکراتے رہتے ہیں
دل کشی کے آئینے جگمگاتے رہتے ہیں (۱۰)

دنیا کے سیاحوں کی دل کی دھڑکن بکنگھم پیلس جسے لندن میں رہ کر نہ دیکھنا گویا کچھ بھی نہ دیکھنے کے مصداق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو میں ہر سیاحت نگار نے اپنے سفری روداد میں اس کے حسن و جمال کا ذکر ضروری کیا ہے۔ مگر یہاں شاہدہ لطیف نے اُس کے ظاہری شان و شوکت کا حال سنایا ہے۔ تو در پردہ اپنے وطن کی یاد اور لوگوں کی حالت زار سے بھی بے خبر نہیں رہتیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ محب وطن ہیں۔ اس محبت سے وہ ایک لمحہ بھی جدا نہیں رہ سکتی۔ خوشی اور غم کی ملے جُلے تاثرات اُن کے ہاں ملتے ہیں۔

قصر شاہی جیسے کوئی مغلیہ شہ کار ہے
ملکہ برطانیہ کا کیا حسین دربار ہے
اس قدر آزاد ہو گا کب مرا اپنا وطن
ہر طرف اور جابہ جا پابندیوں کا چلن (۱۱)

دوران سیاحت موصوفہ سے برطانیہ کے مرد و زن کی زندگی ان کی باریک بین نگاہوں سے بچ نہ سکی، جہاں مرد اور عورت برابر حقوق رکھتے ہیں۔ بلکہ مردوں سے عورتوں کی قدر منزلت کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے ۔ جس کا ذکر اُن کے سفر نامہ میں کئی موقوں پر ملتا ہے۔ در اصل صنفِ نازک کی مخفی صلاحیتوں کو صحیح معنوں میں ایک صنفِ نازک ہی سمجھ سکتی ہے۔

اس کو حقوق ملے ہیں سارے اور تحفظ سرکاری ہیں ایسی ہے تہذیب یہاں کی
عورت مردوں پر بھاری ہے (۱۲)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

عالمِ انسانیت کو امن کا پیغام دینے والے برٹینڈرسل کو شاعرہ نے اس کی جرات پر سلام بھی پیش کیا اور ساتھ میں انگریزی ادب کے نام ور شعرا جنھوں نے دنیا کے ادب کو متاثر کیا۔ شاہدہ لطیف جو کہ خود بھی شاعرہ ہیں۔ ایک شاعر سے زیادہ شاعری کی عزت کس کے دل میں ہو سکتی ہے۔ بائرن، ولیم ورڈزورتھ کی یادگاروں پر جا کر ان کی ادبی خدمات کے ساتھ اُن کے فن شاعری کو صدق دل سے خراج تحسین پیش کیا۔ خصوصا بائرن جو اہل لندن کی دل کی آواز تھے اُس کی ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے کہتی ہیں۔

لفظوں کی دھڑکنوں کا اظہار بائرن ہے
لندن کی زندگی کا کردار بائرن ہے (۱۳)

شاہدہ لطیف کی ذات اور شخصیت اُن کے ایک ایک شعر میں نظر آتی ہے۔ اُن کی شاعری کا انداز روائتی نہیں بل کہ ملک و قوم کی محبت میں رنگی ہوئی ہے۔ برطانیہ کی چکاچوند روشنی، مصنوعی چمک دمک، دولت کی فراوانی اور شخصی آزادی کا حال بھی اُن کے قلم کی نوک پر آ کر گل گلزار بن جاتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ اپنے وطن پر فریفتہ نظر آتی ہیں۔

آئینے اور کانچ کی دنیا وہاں دیکھی مگر
سچ تو یہ ہے شاہدہ مٹی کا گھر اچھا لگا (۱۴)

شاعرہ کو بانی پاکستان قائد اعظم کی یاد لندن کی سیاحت کے دوران ستاتی رہی۔ وہاں کے رہنماؤں کا حال معلوم کرنے کے بعد انھیں اس قوم کی ذہنی بیداری دکھائی دیتی ہے۔ مگر دوسری طرف شاہدہ لطیف پر پاکستانیت کا رنگ غالب آنے لگتا ہے مگر اس کے باوجود اپنا رہنما سب پر بھاری دکھائی دیتا ہے۔ قائد اعظم کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں۔

برطانیہ میں جا کے یہ احساس بھی ہوا
قائد یہاں بھی قوم کے دل میں مقیم ہیں
اک فخر یہ ہوا کہ مرے قائدِ اعظم
گر ہیں وہاں عظیم یہاں بھی عظیم ہیں (۱۵)

مادام تساؤ میوزیم جو برطانیہ کا اہم اور قومی میوزیم ہے جب شاہدہ لطیف اس میوزم میں قدم رکھا تو اُن کے دل میں حیرت و تجسس کی انتہا نہ رہی، چاروں طرف دنیا کے تاریخی رہنماؤں کے مجسمے ایستادہ تھے۔ اُن میں فلپ،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈیوک، ڈیانا، گاندھی، یاسر فلسطینی، نیلسن منڈیلا، لینن، ماؤ سبھی کے مجسمے تھے۔ مگر قائداعظم کا مجسمہ نہ پاکر سوچوں میں گم ہو گئیں اس بارے میں لکھتی ہیں۔

مگر اے شاہدہ حیران ہوں میں
غم اس سے بڑھ کے اب شاید نہیں ہے
تساؤ کے ہر اک گوشے میں دیکھا
تعجب ہے مرا قائد نہیں ہے (۱۶)

برونٹی پر سوینج میوزیم جو تین ہیروئن بہنوں کی ثقافت وادب سے وابستگی کی یادگار ہے۔ جہاں پر اُن کی خدمات کو ہمیشہ کے لیے زندہ و جاوید بنا دیا گیا۔ مغربی قوم کی یہ خوبی شاہدہ لطیف کو بڑی پسند آئی کہ وہ اپنے قیمتی اثاثوں کو مورتیوں کی صورت میں ہمیشہ کے لیے زندہ و تابندہ کر دیتے ہیں مگر پھر اُن کا ذہن اپنے آنگن میں اُترنے لگتا ہے اور اپنی حالت پر آہ وفغاں کرتی ہیں۔

سوچتی ہوں کیا ہمارے دیس میں ہو گا کبھی
باعثِ عزت بنے گی کب سخن کی ہر کلی
بس نوازا جا رہا ہے رشوتوں کی شکل میں
اور دیئے جاتے ہیں تمغے جو بھی ہیں خوش آمدی (۱۷)

برطانیہ کے بریڈ فورڈ ایف ایم ریڈیو پر اُن کا جو پروگرام رکھا گیا تھا، انھیں اپنے ادبی میلان سے متعلق خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔ مگر وہاں پر بھی انھیں اپنا ملک اور قوم نہ بھولے۔ اس موقع پر بھی پاکستانیت ان کے رگ وپے میں سمائی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہ ایک حقیقی محبِ وطن کی پہچان ہے۔

ہم وطنوں کے فون کی کالیں برجستہ جواب ہمارے
سچ پوچھیں تو دور دیس میں زندہ ہو گئے خواب ہمارے (۱۸)

لندن میں قیام کے دوران جب نوٹنگھم کی ایک شاندار تقریب کا انعقاد ہوا تھا۔ جہاں پر امن پسندی اور انسانی حقوق کے دعوے دار اپنے خیالات میں عالمی قوام پر اپنی خدمات کا اظہار کر رہے تھے۔ تو اُس موقعہ پر کشمیر جسے پاکستان کی شہ رگ بھی کہا جاتا ہے۔ سیاحت نگار کو کشمیر کی یاد تڑپانے لگتی ہے جو اپنی آزادی کے لیے اپنی جانیں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

قربان کر رہے ہیں۔ مگر یہ امن کے متوالے کیوں بند لبوں سے محو تماشا بنے ہوئے ہیں۔ اس پر اُن کی نظم کشمیر سے یہ شعر ملاحظہ کیجیے۔

خاک میں کشیر کی اتنا ہو شامل ہوا　　اب ہمیں فصل محبت کو اُگانا چاہے
عالمی اقوام کو سوچیں بدلنا چاہیے　　جس کا ہے اُس کو سی حق دلانا چاہے (۱۹)

یورپی تہذیب و تمدن میں جہاں عمدہ خوبیوں کا ذکر ہوا ہے تو ساتھ میں اُس فرنگی تہذیب کی شخصی بے راروی اور روشن خیالی کو بھی شاہدہ لطیف نے قارئین کے سامنے لایا ہے۔ تاکہ یورپی تہذیب و تمدن کا مکمل احاطہ ہو سکے۔ دولت کی فراوانی نے اُنھیں مادر پدر آزاد کر دیا ہے۔ جہاں پر بوڑھے باپ، جواں سالہ بیٹے پر کوئی حق نہیں کہ وہ مشکل وقت میں اُسے سہارا دے۔

لندن میں چوری ڈکیتی، قتل و غارت کے واقعات بھی عام ہیں۔ اس کے علاوہ انسانی حقوق کے دعوے دار خود انسانوں سے محبت تو در کنار کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ اور اپنی دوستی کا اصل حقدار انسانوں کے بجائے کتوں کو سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ دولت کی فراوانی نے شخصی آزادی کو عام کر دیا ہے وہ ایسے آزاد لوگوں کے متعلق کہتی ہیں۔

کتوں کے دوست بھی یہ انسان کے ہی نہیں
محفل کے بار بھی ہیں بیاباں کے ہی نہیں
کتوں کی بود و باش کا کتنا خیال ہے
برطانیہ کے لوگوں کی روشن خیال ہے (۲۰)

یہ سفری رد داد بظاہر اُن کی سفر انگلستان کی کہانی ہے۔ در حقیقت یہ عام سیاحت نگاروں کی طرح انگلستان کی سیاحت، تہذیب و تمدن دلفریب موسموں پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ در پردہ اس میں تقابلی جائزہ لیا گیا ہے کہ ایک ملک برطانیہ جس میں ہر وہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ جو کسی بھی انسانی کی تمنا ہوتی ہیں۔ دوسری طرف اپنی قوم کے بارے میں سوچتی ہیں، جو بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہے۔ شاہدہ لطیف اُن تمام اوصاف کو جو برطانیہ میں دکھائی دیتے ہیں وہ اپنے ملک میں بھی دیکھنا چاہتی ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حوالہ جات

۱۔ الزبیر سہ ماہی، سفر نامہ نمبر، ڈاکٹر نواز کاوش، اُردو زبان کا پہلا منظوم سفر نامہ نگار، مشمولہ، اُردو اکادمی، ۱۹۹۸ء، ص۔ ۱۴۲

۲۔ شاہدہ لطیف، "اُف یہ برطانیہ"، عرض حال، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹ ء، ص۔ فلیپ

۳۔ شاعر علی شاعر، شاہدہ لطیف سے طویل مکالمہ، انٹرویو، رنگِ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۹، ص۔ ۲۸

۴۔ عزیز منشی قاضی، "اُف یہ برطانیہ" مشمولہ، رنگِ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۹ ء ص۔ ۱۹۲

۵۔ شاہدہ لطیف۔ "اُف یہ برطانیہ"، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹ ء، ص۔ ۱۱

۶۔ ایضاً، ص۔ ۱۴

۷۔ ایضاً، ص۔ ۱۱۲

۸۔ ایضاً، ص۔ ۳۴

۹۔ ایضاً، ص۔ ۳۶

۱۰۔ ایضاً، ص۔ ۳۸

۱۱۔ ایضاً، ص۔ ۳۹

۱۲۔ ایضاً، ص۔ ۴۱

۱۳۔ ایضاً، ص۔ ۴۷

۱۴۔ ایضاً، ص۔ ۴۹

۱۵۔ ایضاً، ص۔ ۵۱

۱۶۔ ایضاً، ص۔ ۵۳

۱۷۔ ایضاً، ص۔ ۸۳

۱۸۔ ایضاً، ص۔ ۸۸

۱۹۔ ایضاً، ص۔ ۹۰

۲۰۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۱